قرآن حق ھے

از اطھر عباس

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

﴿النحل:۸۹﴾

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا [٧٦:٢٣]

اے نبیؐ، ہم نے ہی تم پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے[ابوالاعلی مودودی]

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ [٣٤:٦]

اور جنہیں علم ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ (سراسر) حق ہے اور اللہ غالب خوبیوں والے کی راہ کی رہبری کرتا ہے[محمد جوناگڑھی]

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ [٥١:٢٣]

پس آسمان اور زمین کے مالک کی قَسم! یہ (ہمارا وعدہ) اسی طرح یقینی ہے جس طرح تمہارا اپنا بولنا (تمہیں اس پر کامل یقین ہوتا ہے کہ منہ سے کیا کہہ رہے ہو)، [طاہر القادری]

سطور بالا میں آپ قرآن کریم کی داخلی شہادت ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ آنحضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا جو مکمل طور پر **حق** ہے۔

سوال یہ ہے کہ--------------- **حق کی تعریف کیا ہے؟**

عربی زبان میں ہر اس چیز کو جو اس طرح بشکلِ مشہود موجود ہو کہ اس کے وجود سے دوست دشمن اور موافق و مخالف کسی کو مجال انکار نہ ہو۔

مثلاً جب شکاری کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھے اور شکار مجروح حالت میں سامنے پڑا ہو تو عربوں کے ہاں کہتے ہیں۔ "**رمی فاحق الرمیة**"

اگر اونٹنی کا حمل جب اطرح نمایاں ہو جائے کے کوئی انکار نہ کر سکے تو کہتے تھے۔۔۔

"عند حق لقاحها"

اس طرح چونکہ ارض و سمٰوات میں موجود ہر شئے کا وجود ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔اس لیے یہ پوری کائنات **حق** ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ [٦٤:٣]

اس نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے، اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے، اور اسی کی طرف آخرکار تمہیں پلٹنا ہے[ابو الا علی مودودی]

اس ہی طرح ہر وقوعہ کو اس کی حقیقی جُزئیات سمیت **حق** کہا جاتا ہے۔اور وہ الفاظ جن سے اس وقوعہ کا ٹھیک ٹھیک اور صحیح صحیح اظہار ہوتا ہے وہ بھی **حق** کہلاتے ہیں۔قرآن کریم چونکہ وقوعہ کائنات کی ٹھیک ٹھیک خبر دیتا ہے، چونکہ اس کے الفاظ اس کی صحیح صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔اس لیے یہ بھی **حق** ہے۔

چنانچہ اس قرآن کے لیے بھی اللہ نے فرمایا۔۔۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ [٣:٣]

اُس نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے، جو حق لے کر آئی ہے اور اُن کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے[ابو الا علی مودودی]

اس ہی کی "**تفسیر القرآن بآیٰتِ الفرقان**" کی خدمت کے لیے آج میں اس میدان عمل میں اتر رہا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے کوئی تفسیر موجود نہیں ہے کہ ہم اس کام میں اپنا

وقت اور توانائی صرف کریں۔ اس کا جواب جگر تھام کر سُننا پڑے گا۔ آج امت کے پاس "**متقدمین و متاخرین** "کی تفاسیر کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل کُچھ اس طرح ہے۔

تفسیر ابن جریر طبری علیہ رحمہ۔۔۔30 جلدیں، تفسیر امام غزالی علیہ رحمہ۔۔۔۔20 جلدیں، تفسیر امام ابن جوزی علیہ رحمہ۔۔۔40 جلدی، تفسیر ابن النقیب۔۔۔50 جلدیں، تفسیر الافودی۔۔۔120 جلدیں، تفسیر حدائق ذات الھتجبہ۔۔500 جلدیں، مدارک التنزیل۔۔7 جلدیں، معالم التنزیل اور تفسیر کبیر کی 8 جلدیں، روح المعانی کی 9 جلدیں، تفسیر مریسی کی 24 جلدیں، کتاب الجامع فی التفسیر کی 30 جلدیں اور کتاب التحریر والتجیر کی 50 سے زائد جلدیں۔۔

اس کے علاوہ **بغوی، بیضاوی، کشاف، سخاوی، بلقیسی، بقاعی، فراہی، شوکانی، مہائمی، ابن تیمیہ، ماوردی، ابن منذر، ابن حیان، ابن فورک اور ابن ابی طالب مکی** وغیرہ جیسی سینکڑوں تفاسیر پانچ پانچ اور سات سات جلدوں پر مشتمل اس عظیم ذخیرہ کی صورت میں موجود ہیں۔ ان سب کا مطالعہ کرنا اور ان کے مندرجات کو محض سرسری نگاہ سے دیکھنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ اگر کوئی شخص "**متقدمین اور متاخرین** "کی تفاسیر سے استفادہ حاصل کرنے کا ارادہ کر بیٹھے۔ جن میں کئی کئی سو صفحات پر مشتمل **پانچ سو صفحات** کی جلدیں بھی موجود ہیں۔ تو اس کی **زندگی** ختم ہو جائے گی۔۔ یہ تفاسیر ختم نہیں ہوں گی۔ یہ تو تھیں "**متقدمین**" کی تفاسیر۔

متاخرین میں سے **شاہ عبدالقادر، شاہ اشرف علی، شاہ عبدالعزیز، شاہ محمود الحسن، ابوالکلام آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، مولوی فیروزالدین، مولوی احمد علی لاہوری، اور مولوی ثناءاللہ امرتسری** کے علاوہ تفسیر **نعیمی، تفہیم القرآن، اور جامع التفاسیر** جیسی سینکڑوں تفاسیر کے الگ ڈھیر پڑے ہیں۔

ان **لاکھوں** صفحات پر پھیلی ہوئی **ہزاروں** تفاسیر کا **اندازِبیاں واحد** ہے۔ "**تفسیر ابن جریر**" کو چونکہ "**اُم التفاسیر** "مانا گیا ہے، اس لیے سب تفسیریں قریب قریب اس ہی تفسیر کا **پرتو** ہیں۔

اور چونکہ "**تفسیر ابن جریر**" کا ماخذ "**کتب روایات** "ہے اور **روایات** کو چونکہ **احادیث رسول** ﷺ مانا گیا ہے، اس لیے یہ ہزاروں کی تعداد کو پہنچنے والی تفاسیر، اگرچہ **متفقہ طور** پر یہ فیصلہ نہیں دے سکتیں کہ سورہ بقرہ میں ایت نمبر 2/102 میں "**ھاروت وماروت** "**شیطان تھے یا فرشتے**، لیکن پھر بھی ان سب کو **رسولی تفسیریں** ہی مانا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی شہادت سے جو آگے بیان کروں گا، یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا تفسیری انداز صرف اور صرف "**تفسیر القرآن بالقرآن**" تھا۔

ہمارے بہت سارے احباب اس حوالے سے **اعتراض** کرتے ہیں کہ کیا خود حضور ﷺ قرآنی تفسیر کے لیے قرآن کے محتاج تھے؟

کیا آنحضور ﷺ اپنی **رائے** سے تفسیر نہیں فرمایا کرتے تھے؟

دوستو۔۔ ان حالات میں جہاں قرآن کریم کو **مجمل** ، **غیر مفصل**، اور **کتب روایات کا محتاج** مانا جاتا ہو، یہ سوال اچھنبے کی صورت میں ابھر کر سامنے آتا ہے کہ کیا **قرآن** اپنی تفسیر آپ کر سکتا ہے، اور اس سوال کے جواب کے لیے سطور ذیل پر **عقل و فکر** اور **شعور** کی گہرائیوں سے **غور کیجئے**۔۔۔۔ کہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کسی کتاب کی تفسیر وہ شخص کر سکتا ہے۔ جو علمی لحاظ سے یا تو صاحب کتاب سے افضل حیثیت کا حامل ہو، یا کم از کم اس ہی علمی سطح پر فائز ہو جو خود صاحب کتاب کی ہے لیکن قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اور کوئی فرد و بشر علم کی رو سے نہ اس سے افضل ہو سکتا ہے، اور نہ اس علمی سطح کا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور میں چاہوں گا کہ اس کو عقیدت سے نہیں بلکہ علم سے شعور سے سمجھا جائے۔

چنانچہ اس چیز کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ کی کتاب کا مفسر کوئی بشر ہو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے اعلان فرمایا کہ اپنی کتاب کا مفسر بھی میں خود ہوں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا [٢٥:٣٢]وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا [٢٥:٣٣]

منکرین کہتے ہیں "اِس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا؟" ہاں، ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے۔ اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے، اُس کا ٹھیک جواب بر وقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی [ابو الا علی مودودی]

آیت بالا سے واضح ہوا کہ اللہ نے اپنے کلام کی تفسیر " أَحْسَنَ تَفْسِيرًا " کے الفاظ سے بتا دی کہ اس کی تفسیر بھی اللہ نے کر دی ہے۔ اس نکتہ کو ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ **کہ کوئی فرد و بشر علم کے لحاظ سے نہ اللہ سے افضل ہے نہ برابر۔**

اس لیے اس کی کتاب کا مفسر کوئی بشر ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنی کتاب کا مفسر بھی آپ ہی ہے۔ جیسے کہ اس نے قرآن

کریم پر **تدبُر و تفکر** کرنے والوں کے لیے **بتکرار کثیر** اعلان کر دیا کہ اپنی آیات کی **تفسیر و تفصیل** ہم خود ہی کرتے ہیں۔

فرمایا۔۔۔۔

كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ [١٠:٢٤]

ہم اسی طرح اپنی آیتوں کو مفصل طریقہ سے بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جو صاحبِ فکر و نظر ہے

[سید ذیشان حیدر جوادی]

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ [٦:٩٨]

بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لیے،[احمد رضا خان]

اور ساتھ ہی قرآن کریم پر تدبر کرنا فرض قرار دے کر عدم تفکر کے لیے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا [٤٧:٢٤]

پھر کیوں قرآن پر غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں[احمد علی]

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ [٣٨:٢٩]

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں[ابوالاعلی مودودی]

غور فرمایئے گا۔ **آیات بالا** سے بالصراحت ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم پر **تدبرو تفکر** نہ کرنا **منشاء الٰہی** کے خلاف ہے۔ نیز **تدبر فی القرآن** کو قیامت تک جاری وساری رکھا گیا ہے اور **آیات مذکورہ کے الفاظ تا قیامت قرآن کریم میں شاہد و موجود رہیں گے۔ لہٰذا ذہن کو کسی سابقہ دور کے تدبرو تفکر کے تالوں کے ساتھ مقفل کر لینا۔ قرآن کریم کی لا محدود وسعتوں کو محدود کرنے کے مصداق ہے۔**

تفقہ فی القرآن کا قرآنی طریقہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم پر " **تدبر و تفقہ** " کا طریقہ کیا ہے؟

کیا آیات قرآنیہ کی تفصیل و تفسیر کے لیے ان "**غیر قرآن کتابوں** "کی طرف رجوع کیا جائے گا ؟ جو ایک ایک آیت کے کئی کئی **شان نزول** اور کئی کئی **تفسیریں** پیش کرتی ہیں، یا پھر وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو اس کے نازل کرنے والے نے **خود** بتایا ہے۔

فرمایا گیا۔۔

انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ [٦:٦٥]

دیکھو ہم کس طرح آیات کو پلٹ پلٹ کر بیان کرتے ہیں کہ شاید ان کی سمجھ میں آجائے

[سید ذیشان حیدر جوادی]

انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ [٦:٤٦]

دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں،[احمد رضا خان]

قرآن کریم کا اسلوب بیان یہ ہے کہ اللہ نے اپنی پاکیزہ کتاب کی آیتوں کو اس طرح **پھیر پھیر** کر بیان کیا ہے کہ اس سے **تفقہ** کے دروازے کھلتے اور **تدبر فی القرآن** کی شمعیں روشن ہوتی ہیں۔اور **تصریف آیات** کا اسلوب اختیار کرنے کا مقصد عظیم یہ بتایا گیا کہ لوگ تدبر فی القرآن کے لیے **تصریف آیات** ہی کا انداز اختیار کریں۔ **یعنی ہر آیت کے مفہوم و معانی کی تصدیق دوسری آیات کریمات ہی کے ساتھ کیا کریں۔۔۔**

پہلی آیت مبارکہ اس ہی اصول کو بیان کرتی ہے۔

دوسری آیت سے واضح ہوتا ہے کہ **تفقہ فی القرآن** کے لیے **تصریف آیات** کے قرآنی اسلوب کو **چھوڑ** کر کوئی اور طریقہ اختیار کرنے **کو قرآن سے فرار** قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کو سمجھنے کا واحد طریقہ جو خود اللہ کی ذات ہمیں بتاتی ہے وہ **تصریف آیات** ہے۔

اب سب سے **اہم سوال** یہ پیدا ہوتا ہے کہ **خود حامل قرآن حضور اکرم ﷺ** کا **طرز تدریس** کیا تھا۔ کیا **آپ ﷺ بھی تصریف آیات** کے ساتھ **درس قرآن** دیا کرتے تھے، **یا آپ ﷺ** کا طریقہ **تفقہ تفسیر بالرائے** کا حامل تھا؟

اس سوال کا جواب اللہ نے خود آنحضور ﷺ کی طرف ایک مخصوص خطاب فرماتے ہوئے اس طرح سے دیا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ [٦:١٠٥]

اِس طرح ہم اپنی آیات کو بار بار مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اور اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ نہ کہیں کہ تم کسی سے پڑھ آئے ہو، اور جو لوگ علم رکھتے ہیں ان پر ہم حقیقت کو روشن کر دیں۔۔

اپنی آیات پھیر پھیر کر بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اس طریقہ سے ساری بات کی تشریح کر دیں۔۔

اب آتے ہیں ان **تفاسیر** کی طرف کہ جنہیں **رسول اللہ** کی طرف منسوب کر کے امت کو اندھیروں میں دفن کر دیا گیا۔ میں چند مثالوں تک ہی محدود رہوں گا۔ اہل علم خود **ان تفاسیر** کا مطالعہ کر کے دیکھ سکتے ہیں **کہ امت کے ساتھ یہ کیا ظلم عظیم ہوا ہے**۔ ان **رسولی تفسیر** کی حالت یہ ہے کہ کسی **آیت مجیدہ** میں جو **امر** تفسیر طلب ہوتا ہے اس کی طرف رخ ہی نہیں کیا جاتا۔ مثلاً۔۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [٢:٣١]

اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا "اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ"
[ابو الاعلی مودودی]

اس آیت مبارکہ میں **تفسیر طلب امر** تو یہ ہے کہ اللہ **نے آدم کو کون سے نام** سکھائے تھے؟؟
اب اس آیت کی **تفسیر بخاری شریف** میں اس طرح آتی ہے۔۔۔

"قیامت میں لوگ حضرت آدم کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گے لیکن وہ کہیں گے کہ مجھے اپنا گناہ یاد آرہا ہے۔ تم نوح کے پاس جاؤ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ کتاب التفسیر جلد دوئم صحیح بخاری صفحہ نمبر 710

اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی کر سکتے ہیں کہ اس میں کہیں اس بات کا ذرا سا بھی ذکر ہے کہ اللہ نے آدم کو جو **اسماء** سکھائے تھے وہ کیا تھے؟؟

کیا یہ آنحضور ﷺ کی تفسیر ہو سکتی ہے؟

اللہ کریم قرآن میں فرماتا ہے۔

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ [١٦:٤٤]

پچھلے رسولوں کو بھی ہم نے روشن نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا تھا، اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اُس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو اُن کے لیے اتاری گئی ہے، اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور و فکر کریں [ابو الاعلی مودودی]

اللہ کریم نے تو حضور کی **ذمہ داری** یہ بتائی کہ آپ ﷺ اس قرآن کو لوگوں تک **واضح انداز** میں پہنچا دیں۔

اب اگر اسے ہی **واضح** کرنا کہتے ہیں جو "**وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ**" کے حوالے سے **بخاری شریف کی تفسیر** بتا رہی ہے تو پھر آپ ہی سوچیں کہ حضور نے کس طرح اللہ کے اس حکم کی اطاعت کی؟؟

اور امت کی یہ حالت ہے کہ اس "**اسماء آدم**" کے حوالے سے ایک **فرقہ** احادیث سے یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ **اللہ کے نام** تھے جو آدم کو سکھائے گئے۔ تو دوسری جانب ایک اور **فرقہ** کہتا ہے "کہ نہیں ہماری حدیث کے مطابق یہ بارہ اماموں کے نام ہیں" چنانچہ یہ بات طے ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن ہی کرتا ہے۔

اللہ نے فرمایا۔۔۔۔

وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٗ وَبُشۡرَىٰ لِلۡمُسۡلِمِينَ [١٦:٨٩]

ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے [ابو الا علی مودودی]

اللہ نے اس کتاب میں **دین** سے متعلق ہر شے **بہت واضح** اور **مفصل** بیان کر دی ہے اور اسے سمجھنے کے لیے **کسی انسان کی اپنی فہم اور خیالات پر مبنی کسی تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔** چنانچہ باری تعالٰی نے آیت بالا میں اپنی کتاب کی **اکملیت** اور اس کے **اپنی تفسیر** ہونے کی تصدیق کس وضاحت کے ساتھ کر دی ہے۔

چنانچہ آیت 6/65 اور **6/105** کے مطابق حضور ﷺ اپنے درسوں میں اس کتاب کی تفسیر خود اس ہی کے ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے۔ جو "تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ" ہے اور چونکہ یہ کتاب خود **مکمل، مفصل، اور مفسر** ہے اور کسی بھی انداز میں کسی **غیر اللہ کتاب کی محتاج نہیں،** اس ہی لیے

اللہ جل وشانہ نے پوری امت مسلمہ کے لیے قرآن کریم کے سوا کسی اور **کتاب** کو **واجب الاتباع** ٹھرایا ہی نہیں بلکہ **غیر اللہ کتابوں** کے خیر خواہوں کی اتباع سے مطلقاً روک دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ [۷:۳]

لوگو، جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اُس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو[ابوالاعلی مودودی]

دیکھیے گا اس آیت مبارکہ پر غور کرنے سے یہ چیز نکھر کر عیاں ہو رہی ہے کہ جب قرآن کریم کے سوا کوئی اور کتاب **واجب الاتباع** ہے ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم **نوع انسانی** کی جملہ ضروریات کے لیے کافی ہے، اگر یہ **تفسیری ضروریات** کی رو سے **ناکافی** ہوتا تو "**وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَۗ** " کے بعد "**الا اولیاء کتب التفاسیر یا اولیاء کتب الروایات** " کے الفاظ آنے چاہیے تھے۔

چنانچہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ کی کتاب کسی دوسری **انسانی تفاسیر** کی **محتاج** نہیں اور حضور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ یعنی **تصریف الآیات** کی رو سے ہی قرآن سکھاتے تھے۔

بالفاظ دیگر آنحضور ﷺ کی تفسیر خود قرآن کریم کے اندر موجود ہے،یعنی ہر متنازعہ آیت کا مفہوم قرآن کریم کی دوسری آیات کو بطور شاہد لا کر اخذ کرنا ہی سنت رسول اللہ ہے یعنی کسی بھی آیت کی تفسیر و تشریح کے لیے غیر اللہ کتابوں کا رخ کرنا نہ منشاء الٰہی ہے ،اور نہ سنت رسول۔

قرآن فہمی کے قرآنی اصول و قواعد کی اتباع لازم ہے۔

جیسا کہ عرض کیاہے کہ سابقہ **تراجم وتفاسیر** ایک دوسرے سے بھی **مختلف** ہیں اور خود اپنے اپنے دامن میں بھی **شکمی اختلافات** کے ذخائر سمیٹے ہوئے ہیں۔ جس سے حق اور صداقت کے متلاشی افراد سر پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ھے کہ۔**روایات** کی مدد سے کی گئی یہ تفاسیر ،ثنائی وضع القرآن،عزیزی اور **نعیمی** وغیرہ سب **رسولی تفسیریں** ہیں،اور دوسری طرف ان **رسولی تفاسیر** میں اس قدر **تضاد اور تخالف** ہے کہ۔۔۔۔

"تفسیر ثنائی ہاروت وماروت کو شیطان کہتی ہے تو موضع القرآن انھیں فرشتہ بتاتی ہے"

آیت 38/32 میں،ولی اللہی تفسیر جس ضمیر کا مرجع سورج ٹہراتی ھے، تفسیر ثنائی اسے گھوڑوں کی طرف لے جاتی ھے۔

تفسیر ثنائی جن الفاظ سے خدا کی محبت مراد لیتی ہے موضع القرآن ان ہی سے اللہ کے ذکر سے غفلت قرار دیتی ہے،" فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ [۳۸:۳۲] "

حتٰی کہ ان تفاسیر وتراجم میں حروف کے مقامی معنوں تک میں باہمی اختلاف موجود ہے۔

" وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ [۲:۱۰۲] " کے **"ما"** کو **تفسیر ثنائی نافیہ** ٹھہرا کر یہ تاثر دیتی ہے کہ **بابل شہر کے ہاروت وماروت دو شیطان تھے** ۔ان پر کچھ نازل نہیں ہوا تھا، **اور اشرفی، نعیمی، عزیزی**، وغیرہ تفاسیر نے اس **"ما"** کو **موصولہ گردان کر** یہ مشہور کرر کھاہے کہ **ہاروت وماروت دو فرشتے تھے اور ان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے جادو نازل ہوا تھا۔العیاذ باللہ۔۔۔**

یہ تو ہواان **مختلف تراجم اور تفاسیر** کا ایک دوسری کے ساتھ شدت **تضاد و تخالف** کا عالم جن میں سے ہر ایک کو **رسولی تفسیر** ہونے کا دعوٰی کیا جاتا ہے کہ یہ سب **کتب روایات** کی مرہون منت ہیں، لیکن جب ان میں ایک ایک پر الگ الگ غور کیا جائے،

تو معلوم ہو گا کہ یہ سب کی سب **شکلی اختلاف** سے بھی معمور ہیں۔ کہیں لکھتی ہیں کہ

اللہ تعالیٰ **گمراہوں کو سخت سزا دینے والا ہے** " وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ [۳:۱۱] "

اور کہیں یہ تاثر دیتی ہیں کہ۔۔۔۔۔۔

خود اللہ ہی گمراہ کرتا ہے، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔۔ " وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ [۳۹:۳٦] " 36/39

اور اس طرح ان **تفاسیر و تراجم** سے معاذ اللہ یہ تصور جنم لیتا ہے کہ **اللہ خود ہی انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور پھر خود ہی انہیں شدید عذاب کی وعید سناتا ہے۔ استغفر اللہ۔۔۔۔**

ایک طرف یہ تفاسیر اور تراجم یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ پورے عالمین کا پالن ہار ہے۔ **"الحمد للہ رب العلمین ہے"**

اور ہر ذی جان کا رزق اللہ کے ذمہ ہے " وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا [۱۱:٦] "

اور دوسری طرف **مشاہدات عالم** میں اس مفہوم کی **عملی تکذیب** پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ ایک ایک قحط میں لاکھوں انسان اور کروڑوں مویشی علماء کرام کی نگاہوں کے سامنے بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں۔

حقیقت حال

تو اس طرح جو شخص قرآن کریم کی ان تفاسیر و تراجم سے استفادہ کی کوشش کرتا ہے، الٹا **بحر استعجاب** میں غرق ہو جاتا ہے کہ کیا یہ **مختلف و متضاد مفاہیم** اس ہی کتاب مقدس کے ہیں جس کی داخلی شہادت یہ ہے کہ اس میں **تضاد و تخالف** کا گزر تک نہیں؟؟

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا [٤:٨٢]

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے ؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہو تا تو اِس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی

[ابو الاعلیٰ مودودی]

حقیقت یہ ہے کہ **قرآنی دعوں کی پامالی** کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو سمجھنے کے لیے جو **اصول** خود بیان فرمائے ہیں۔ ان سے مطلقاً اعراض برتتے ہوئے، قرآن حکیم کی **تفسیر** ان کتابوں کو ٹھہرالیا گیا ہے جن کے متعلق **مشہور** تو یہ ہے کہ یہ قرآن کی **رسولی** اور **پیغمبرانہ تفسیر** ہیں لیکن ان کتابوں کا اپنا اعلان یہ ہے کہ ان کے مندرجات، **عن فلاں عن فلاں کی روایت** سے آنحضور ﷺ کی طرف **منسوب** ہیں۔

یہاں **دِل پر پتھر** رکھتے ہوئے یہ تحریر کرنے کی جرأت کر رہا ہوں کہ **ذخیرہ روایات** کو اگر قرآن کی رسولی **تفسیر** مانا جائے تو **صاحب قرآن ﷺ** کو قرآن فہمی کے ان قواعد و اصول سے معاذ اللہ معاذ اللہ **بے خبر** ماننا پڑتا ہے، جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر محفوظ کر رکھے ہیں۔

آنحضور ﷺ سے **منسوب کردہ** ایک تفسیر کا **نمونہ** ملاحظہ فرمایں۔۔ جو **بخاری شریف** کے الفاظ میں یہ تاثر دیتا ہے کہ **آنحضور ﷺ** کے **مقابلے** پر **حضرت عمر رضی اللہ عنہ** قرآن کی بہتر **تفسیر** جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ **آنحضور ﷺ کی تفسیر کی بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی تائید فرماتا تھا۔**

چنانچہ آیت ذیل پر غور کریں۔

اور پھر **بخاری شریف** میں درج اس کی **رسولی** اور **فاروقی تفاسیر** کا تقابل ملاحظہ فرمائیں۔

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ [۹:۸۰]

تو ان کے لیے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لیے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا [احمد علی]

آیت مجیدہ کے الفاظ سے ایک **معمولی عقل** کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضور ﷺ کو منافقین کے لیے طلب مغفرت سے منع کر دیا گیا ہے کیونکہ جس عمل کا کرنا اور نہ کرنا اللہ کے نزدیک برابر ہو اللہ کے رسول سے اس **عمل بے کار** کا ارتکاب ہر گز ممکن نہیں۔ لیکن بخاری شریف کی ایک روایت یہ **تاثر** دیتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنے ذہن میں یہ تفسیر محفوظ فرما رکھی تھی کہ **آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ چاہیں تو منافقوں کے لیے طلب مغفرت فرمائیں اور چاہیں تو نہ فرمائیں** لیکن **حضرت عمر رضی اللہ عنہ** نے اس آیت سے یہ مفہوم اخذ کیا کہ آنحضور ﷺ کو منافقین کی طلب مغفرت سے مطلقاً روک دیا گیا ہے۔

روایت ہے۔

"مسدد، یحیٰی بن سعید، عبید اللہ، نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی {منافق} جب مر اتو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ہمیں اپنا کرتا عنایت فرما دیں کہ ہم اس میں سے ان کا کفن بنائیں۔ اور آپ ﷺ اس پر جنازے کی نماز پڑھیں اور اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ نبی ﷺ نے اس کو اپنا کرتا عنایت فرمایا اور فرمایا کہ مجھے خبر کر دینا تو میں نماز پڑھا دوں گا۔ جب آپ ﷺ نے اس پر نماز

پڑہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کھینچا اور کہا کہ اللہ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑہنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ فرمایا کہ مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے {یعنی اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ } تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی دعائے مغفرت کرو گے تو بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔۔۔
چنانچہ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ [٩:٨٤]

اور ان میں سے کسی پر کبھی بھی نماز نہ پڑھنا جب کہ مر جائیں۔
{بخاری شریف جلد اول صفحہ 485}

یہ ہے **بخاری شریف** کی پیش کردہ **رسولی تفسیر** کا نمونہ کہ آیت مجیدہ مذکورہ کے **انداز بلاغت** سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو **سمجھ** جائیں کہ آنحضور ﷺ کو منافقین کی لیے دعائے مغفرت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا بلکہ ان کے لیے دعاء مغفرت کرنے سے مطلقاً منع کر دیا گیا ہے۔**لیکن صاحب قرآن** ﷺ خود **قرآنی انداز فصاحت و بلاغت سے الٹا مفہوم اخذ فرمائیں** کہ """**استغفرلھم اولا تستغفرلھم**" کے الفاظ میں آپ ﷺ کو منافقوں کے لیے طلب مغفرت کرنے یا نہ کرنے کے دونوں اختیار عطا فرمائے گئے ہیں۔

اس **الٹ مفہوم** کی بناپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے،بلکہ **مصلے سے کھینچنے** کے باوجود آیت مذکورہ "9/80"کی مخالفت کا **ارتکاب** کر بیٹھیں اور اس پر اللہ تعالٰی **حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فہم قرآن کی تصدیق،اور معاذ اللہ،معاذ اللہ،ثم معاذ اللہ آپ ﷺ کے فہم کی تکذیب**

کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کے لیے کہ آپ "9/80" کا مفہوم نہیں سمجھ پائے۔ یہ آیت نازل کرے کہ "ولا تصل علی احد منهم مات ابدا" اور منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو اس پر کبھی بھی نماز نہ فرمانا، اور اس کی قبر پر بھی نہ کھڑا ہونا۔۔۔"ولا تقم علی قبرہ " 9/84"

المختصر:۔

ابتدا میں واضح کیا جاچکا ہے کہ اللہ تعالٰی نے قیامت تک کی نوع انسانی کے لیے ضابطہ حیات کے طور پر جو آخری کتاب قرآن حکیم، رسول آخر ﷺ کے ذریعہ نازل فرمائی ہے اس کی تفصیل و تفسیر خود اس کے اندر ہی محفوظ کر دی گئی ہے۔ کتب روایات اس کی نہ تفسیر ہیں نہ تفصیل ۔ اور مروجہ تراجم و تفاسیر میں باہمی اختلاف، اور ہر ایک کے اندر شکمی تضاد، کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے فہمید قرآن کے جو اصول و قواعد خود واضح کیے ہیں ان پر توجہ دینے کی بجائے روایات کے اس ذخیرے کو قرآن کریم کی رسولی تفسیر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ جس سے امت میں فرقہ بندی نے راہ پائی۔ اور وہ ہر فرقہ کے لیے رسولی تفسیر کے نام سے اس کی ضروریات کا مواد مہیا کرتا ہے۔ اگر فہمید قرآن کے قرآنی اصول و قواعد نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے اور قرآن کریم کی تفسیر کے لیے تفسیر القرآن بالقرآن کے انداز پر عمل کیا جاتا تو نہ امت میں فرقوں کا وجود پیدا ہوتا اور نہ ایک ایک آیت کے متعدد مختلف اور متضاد معنی لیے جاتے۔ اپنی آئندہ گزارشات میں ان قرآنی قوانین کو پیش کروں گا کہ جس کا حکم یہ کتاب خود دیتی ہے اور جس پر عمل کرنے سے اللہ کی اس انتہائی سادہ اور آسان کتاب کو سمجھنے کے لیے کسی علامہ یا مولانا کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔۔۔۔۔ اور ہر آیت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔

انشاءاللہ۔۔۔۔۔